THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں محروم طبقات کے حقوق: سماجی انصاف، فلاح و بہبود اور انسانی خدمت کا تجزیاتی مطالعہ

The Rights of Marginalized Groups in the Teachings of Jesus Christ: An Analytical Study of Social Justice, Welfare, and Human Service

1. Nabila Sattar
Lecturer, Government Graduate College (W), Satellite Town, Gujranwala, Pakistan.
Email: nabila_isl@gcwst.edu.pk
2. Hafiz Muhammad Rashid
Lecturer in Islamic Studies, Lahore University of Biological and Applied Sciences (UBAS), Lahore, Pakistan.
Email: muhammad.rashid@ubas.edu.pk
3. Ghulam Hussain (Corresponding Author)
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan.
Email: hussainhamayun11990@gmail.com

Abstract

The teachings of Jesus Christ (ʿĪsā, peace be upon him) present a comprehensive framework for social justice, compassion, and the protection of marginalized communities. His message emphasized the dignity of every human being and highlighted the moral responsibility of society toward the poor, widows, orphans, the needy, and other vulnerable groups. This study critically examines the rights of marginalized communities in the teachings of Jesus Christ by analyzing biblical texts, Christian theological literature, and relevant scholarly sources. It explores the socio-economic conditions of first-century Palestine, the ethical foundations of Christ's teachings, and the practical measures introduced to promote equality, charity, and social welfare. Furthermore, the study evaluates the role of Christian institutions, including the concept of Tithing (Tithe) and charitable practices, in supporting disadvantaged members of society. Through an analytical approach, the research demonstrates that the teachings of Jesus Christ advocate a balanced model of social responsibility, economic justice, and humanitarian service that remains relevant for addressing contemporary social inequalities. The study concludes that Christian ethical principles concerning compassion, generosity, and communal responsibility continue to provide valuable guidance for the welfare and empowerment of marginalized communities in the modern world.

Keywords: *Jesus Christ (ʿĪsā A.S.), Christianity, Marginalized Communities, Social Justice, Humanitarian Service, Christian Ethics, Tithing, Social Welfare, Poverty Alleviation, Biblical Teachings.*

موضوع کا تعارف

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء میں سے ہیں جنہیں بنی اسرائیل کی اصلاح اور ہدایت کے لیے مبعوث کیا گیا۔ آپؑ کی تعلیمات کا بنیادی مقصد توحید، اخلاقی اصلاح، سماجی انصاف، محبتِ انسانیت اور کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ تھا۔ آپؑ نے ایسے معاشرے میں دعوتِ حق پیش کی جہاں غریب، یتیم، بیوائیں، مریض اور دیگر محروم افراد معاشی و سماجی ناانصافی کا شکار تھے۔ اس پس منظر میں آپؑ نے انسانی مساوات، رحم دلی، ایثار اور خدمتِ خلق کو اپنی دعوت کا اہم حصہ بنایا۔ اناجیلِ مقدسہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات محروم طبقات کی فلاح، باہمی تعاون اور معاشرتی ذمہ داری پر خصوصی زور دیتی ہیں۔ آپؑ نے دولت اور سماجی برتری کے بجائے تقویٰ، عدل اور انسان دوستی کو فضیلت کا معیار قرار دیا۔ زیرِ نظر تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں محروم طبقات کے حقوق، سماجی انصاف، فلاح و بہبود اور انسانی خدمت کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتا ہے، تاکہ یہ واضح کیا جا سکے کہ آپؑ کی تعلیمات آج بھی ایک عادلانہ اور فلاحی معاشرے کی تشکیل میں مؤثر رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4, No.1, 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

حضرت عیسیٰ علیہ السلام واحد ہستی ہیں جنہیں اسلام اور مسیحیت دونوں مذاہب میں ماننا ایمان کا لازمی جزو ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کنواری حضرت مریم علیہ السلام کے بدن سے پیدا ہوئے۔ آپ کو عربی میں 'مسیح' جبکہ عبرانی میں 'مشیاخ' کا لقب دیا گیا۔ جبکہ موجودہ مسیحی آپ کو 'یسوع مسیح' کے نام سے پکارتے ہیں۔ یسوع نام یونانی میں 'آئی ساوس' جبکہ عبرانی میں 'یہہ شوعا' سے ماخوذ ہے۔[1]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے کتاب 'انجیل' عطا کی گئی انجیل کا لفظی مطلب خوشخبری کے ہے۔ اصل انجیل مسیحؑ جو آج کل مفقود ہے اس کے برعکس ہمارے پاس موجودہ دور میں آپ کے حواریوں سے منسوب بے شمار اناجیل ہیں جن میں سے چار اناجیل کو مسیحی اپنے ایمان کا حصہ مانتے ہیں جن میں 'انجیل متی، انجیل لوقا، انجیل مرقس، انجیل یوحنا۔ اس کے علاوہ مسیحیت کا دارومدار خطوط حواریان مسیح اور خطوط پولوس سے ہے جو کہ مسیحیت میں رسول کا درجہ رکھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش کے حوالے سے مسیحیت میں مختلف آرا پائی جاتی ہیں مشنری پروفیسر پول سی جونگ لکھتے ہیں:

"We are not sure exactly when Jesus's birthday is, Actually Jesus was not born in December. Rather He was born in the season when the fields of Israel were filled with green grass m when shepherds tended their sheep out in the open field and let them graze there (Luke 2:8) . This verifies the fact that His actual birthday was not December 25."[2]

"ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ یسوع کی تاریخ پیدائش کیا ہے۔ یقیناً یسوع ۲۵ دسمبر کو پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ وہ اس موسم میں پیدا ہوا تھا جب اسرائیل کے کھیت سبز گھاس کے ساتھ بھرے ہوئے تھے، جب چرواہے اپنی بھیڑوں کو کھلے میدان میں لے کر گئے اور انہیں وہاں چرنے کی اجازت دی[3]۔ یہ بات حقیت کی تصدیق کرتی ہے کہ اس کی حقیقی پیدائش ۲۵ دسمبر نہیں تھی"۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقامِ نبوت اور بنیادی تعلیمات

عہد نامہ جدید میں مسیحؑ ایک نبی تھے اور اس وقت آپ سردار کاہن اور بادشاہ بھی تھے جب آپ نبی کے طور پر حکم دیتے تھے اور آپ کی تعلیمات بادشاہ کے طور پر آپ کے اختیار کے ساتھ چلتی تھیں۔[4] جب مسیحؑ نے پیلاطوس کے سامنے خود کو نبی بادشاہ تسلیم کیا تو یہ بھی فرمایا کہ وہ سچائی کی گواہی دینے کے لئے نبی کے طور پر اس دنیا میں آئے ہیں۔[5] جب آپؑ نے معجزات کیے تو آپ کا شاہی اخیار ظاہر ہوا ایسے معجزات آپ کی نبوتی تعلیمات کے وسیلہ سے محفوظ ہوتے تھے اور یہ معجزات خدا کی طرف سے آپ کی کہانتی رحم کے وسیلہ سے نازل ہوتے تھے[6]

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے حضرت عیسی علیہ السلام ابن مریمؑ کو بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا حکم ہوتا ہے؛

" وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاءِيْلَ "

"میں تو صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں"

---

[1] پروفیسر چارنلڈ، مسیح کے بنیادی اصول، بائبل سوسائٹی، امریکہ، 2002ء ص ۳۹

[2] The elementary Principles of Christ. Page 49. Published From Korea

[3] لوقا ۲:۸

[4] لوقا کی انجیل ۴:۳۲

[5] یوحنا کی انجیل ۱۸:۳۷

[6] متی کی انجیل ۸:۱۷

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4, No.1, 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اسی طرح انجیل متی میں حضرت عیسیٰؑ کا قول درج ہے فرماتے ہیں:

“ὁ δὲ ἀποκριθεὶς εἶπεν Οὐκ ἀπεστάλην εἰ μὴ εἰς τὰ πρόβατα τὰ ἀπολωλότα οἴκου Ἰσραήλ[7]”

"یسوع نے فرمایا مَیں اِسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہُوئی بھیڑوں کے سِوا اور کِسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔"

حضرت عیسیٰؑ کا بحثیت نبی یہ فرض تھا کہ اپنی قوم کی تعلیم وتربیت پر بھی زور دیتے اس ضمن کے لیے آپ نے شریعت موسی یعنی تورات کو کی بنیادی ماخذ سمجھا اور فرمایا ”یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پُورا کرنے آیا ہوں۔“[8] جیسا کہ لکھا ہے ملک میں کنگال صدا پائیں جائیں گے پر تو اپنی مٹھی کھلی رکھنا[9] اسی طرح آپؑ نے فرمایا ”کیونکہ غریب غربا تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں لیکن میں ہمیشہ تمہارے پاس نہ رہوں گا۔[10] جہاں غریب، مسکین، فقرہ، یتیم اور بیوائیں موجود تھی وہی حاکم اور مالدار آدمی بھی تھے جو مظلومین کا حق کھانے سے گریز نہ کرتے تھے حضرت عیسیٰؑ نے انہیں بھرپور تنبیہ کی جیسا کہ ایک مقام پر آپ نے فرمایا؛

”پھر اس نے اپنی تعلیم میں کہا کہ فقیہوں سے خبر دار رہو جو لمبے لمبے جامے پہن کر پھرنا اور بازاروں میں سلام۔ اور عبادت خانوں میں اعلی درجہ کی کرسیاں اور ضیافتوں میں صدر نشینی چاہتے ہیں۔ اور وہ بیواؤں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہیں اور دکھاوے کے لئے نماز کو طول دیتے ہیں۔ ان ہی کو زیادہ سزا ملے گی۔“[11]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت فلسطین کے معاشرتی حالات

عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت بنی اسرائیل میں اُس وقت ہوئی جب پوری یہودی قوم فلسطین میں رومی مشرکوں کی غلام بنی ہوئی تھی اور انہوں نے بنی اسرائیل پر مختلف قسم کے مظالم کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا۔ یہودی پہلے ہی محکومیت کی زندگی گزار رہے تھے اور اوپر سے رومی مظالم کے باعث معاشرے میں غریبوں، مسکینوں اور محروم افراد کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا رہا تھا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے وقت فلسطین کی آبادی دس لاکھ کے قریب تھی اور یہ دس لاکھ افراد تین طبقات اعلیٰ، متوسط اور غریب لوگوں میں تقسیم تھے۔ اعلیٰ طبقہ سیاسی، مذہبی زعماء کے خاندانوں پر مشتمل تھا جبکہ مختلف کاروباری لوگ، زمیندار اور محصول لینے والے بھی امراء کے طبقے میں شمار ہوتے تھے۔ یہ طبقہ رومی اشرافیہ کے زیر اثر تھا اور انہوں نے مقتدر حلقوں سے سازباز کر رکھی تھی۔ متوسط طبقے میں چھوٹے پیمانے پر کاروبار کرنے والے کاریگر، اور مذہبی علماء شامل تھے جو رومیوں کو ہر چیز پر محصول ادا کیا کرتے تھے اسی لیے یہودی محصول لینے والوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا کرتے تھے کہ یہ محصول لینے والے ہمیں خدا کے لیے دینے کے بجائے قیصر روم کو مال دینے کا پابند بناتے ہیں۔ تیسری طرف وہ طبقہ تھا جو معاشرے کا پسا ہوا اور مفلوک الحال لوگوں پر مشتمل تھا۔ ان کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ اس کے علاوہ ایسے لوگ بھی تھے جنہیں کوئی معاشرتی مقام حاصل نہیں تھا اور ان کا خیال رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ قوانین کی رو سے سب سے پست ترین سطح پر زندگی گزارنے والا طبقہ غلاموں کا تھا جن کی اصل حالت کا دارومدار ان کے مالکوں کی حیثیت اور کردار پر منحصر تھا۔ غیر یہودی غلاموں کے لیے تو آزادی کا تصور تک محال تھا[12] تاہم یہودی غلاموں کو سبتی سال پر آزاد کر دیا جاتا تھا جو کہ یہودی کلینڈر کے مطابق ہر سات سال بعد آتا تھا۔[13]

رومی شہنشاہ نے یہودیوں پر مختلف قسم کے درجنوں ٹیکسز نافذ کر رکھے تھے اور لوگوں کے خون پسینے کی کمائی کو جبراً وصول کر لیا جاتا تھا۔ اِن ٹیکسز کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے لیے کئی بار مردم شماریاں بھی کروائی گئیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بھی ایسی ہی مردم شماری کے دوران ہوئی تھی جب قیصر اگسٹس کے حکم پر پورے علاقے میں

---

[7] Stephanus Textus Receptus 1550 . Gospel of Mathew 15: 24

[8] متی ۱۷:۵

[9] استثنا ۱۵:۱۱

[10] یوحنا ۸:۱۲

[11] مرقس ۳۹:۱۲

[12] پروفیسر جون، متعدبہ کلام مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور، 2013ء، ص60

[13] خروج 11-23:10

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

مردم شماری شروع ہوئی۔[14] اس کے علاوہ یہ سارا علاقہ ظالم رومی افواج کی موجودگی کے باعث انتہائی بے یقینی صورت حال سے دوچار تھا۔ روم نے اپنی اکثر فوجی طاقت کو فلسطین میں صف آراء کر رکھا تھا تاکہ وہ لوگوں کو خدا کی پرستش کے بجائے رومی شہنشاہ کی پرستش کرنے کا پابند بنائیں۔ چنانچہ رومی فوج لوگوں کو پکڑ کر قید خانے میں ڈالتی یا پھر عدالت سے انہیں سزا دلوا کر سزائے موت کے حکم کی تعمیل کرتی۔ ایسے اقدامات کی وجہ سے معاشرے میں محرومی کا عنصر بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔[15]

پہاڑی وعظ: ایک اخلاقی و سماجی دستور

اس طبقاتی نظام کے باعث پورا معاشرہ ایک غیر یقینی صورت حال سے دوچار تھا جس کے سدباب کے لیے انہیں راستہ دور دور تک نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایسے میں عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی آمد بنی اسرائیل کے لیے تپتے صحرا میں ٹھنڈے نخلستان مل جانے جیسی تھی۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے آکر اپنے دست مبارک سے بحکم خداوندی بیماروں کو تندرست کیا، بیواؤں اور یتیموں کو تسلی دی، غریبوں کے لیے تسکین کا سامان کیا اور پست حالوں کو برکت دی۔ اپنے مشہور پہاڑی وعظ میں انہوں نے معاشرے کے محروم طبقات کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں جنت میں داخل ہونے کی بشارت سنائی۔[16] انہوں نے مزید فرمایا کہ اپنی کم نصیبی پر راضی رہ کر زندگی گزارنے والے عنقریب خوشحال ہوں گے اور جو لوگ ان کی حالت پر ٹھٹھا کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی تحقیر کرتے ہیں تو ایسے دولتمندوں پر افسوس ہے کیونکہ غریبوں پر جو لوگ آج ہنستے ہیں عنقریب ایسا دن آنے والا ہے کہ یہ ہنسنے والے اُس دن روئیں گے اور ماتم کریں گے۔[17]

غریب، مساکین اور محروم طبقات کے حقوق

بہت سے لوگ ایسے تھے جو غربت کے باعث امراء کے طبقے سے قرض لیا کرتے تھے مگر اپنی کسمپرسی کے حالات کے باعث قرض کی ادائیگی ان کے لیے نہایت دشوار ہوتی چنانچہ ایسے لوگ پھر امیروں کے معتوب بن جاتے اور بااثر لوگ ان لوگوں کو طرح طرح سے ستاتے اور ان کا استحصال کرتے۔ عیسیٰ علیہ السلام ایسے لوگوں سے بخوبی واقف تھے چنانچہ اس اہم ترین معاشرتی مسئلے کو انہوں نے اپنے پہاڑی وعظ میں بھی اجاگر کیا اور طبقہِ امراء کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں غریبوں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین ان الفاظ میں کی۔

> "اگر تم ان ہی کو قرض دو جن سے وصول ہونے کی امید رکھتے ہو تو تمہارا کیا احسان ہے؟ گناہ گار بھی گناہ گاروں کو قرض دیتے ہیں تاکہ پورا وصول کر لیں مگر تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر ناامید ہوئے قرض دو تو تمہارا بڑا اجر ہوگا اور تم خدا تعالیٰ کے بیٹے ٹھہرو گے کیونکہ وہ ناشکروں اور بدوں پر بھی مہربان ہے۔ جیسا تمہارا باپ رحیم ہے تم بھی رحم دل ہو۔"[18]

غرباء کی مفلوک الحالی ختم کرنے کے لیے جناب مسیح علیہ السلام نے اپنی تعلیمات میں جابجا زور دیا ہے اور امراء کے طبقے کو تائید کی کہ وہ حتی الامکان غرباء کی مدد کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ ایک موقع پر انہوں نے اپنی آمد کا مقصد ہی یہ بتلایا کہ وہ غریبوں کو خوشخبری سنانے کے لیے تشریف لائے ہیں۔[19] غریبوں اور معاشرے کے محروم افراد کے لیے ان کی فکر کا اندازہ انجیل میں مرقوم اُس واقعے سے ہوتا ہے جب ایک شخص عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں یہ سوال لے کر حاضر ہوا کہ میں کیا کروں کہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہو جاؤں؟

[14] Erich Gruen, *The Cambridge Ancient History*, 10th edn (Cambridge: Cambridge University Press, 1996), pp. 156–57.

[15] پروفیسر جون، متعدبہ کلام مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور، 2013، ص 65-66

[16] لوقا 6:20

[17] لوقا 6:22-25

[18] لوقا 6:32-36

[19] لوقا 4:18

"اُس نے کہا کہ میں نے اپنے لڑکپن میں شریعت کے تمام حکموں پر عمل کیا ہے۔ یسوع نے یہ سن کر اس سے کہا ابھی تک تجھ میں ایک بات کی کمی ہے۔ اپنا سب کچھ بیچ کر غریبوں کو بانٹ دے۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا اور آ کر میرے پیچھے ہو لے۔ یہ سن کو وہ بہت غمگین ہوا کیونکہ وہ بڑا دولت مند تھا۔"[20]

ایک مرتبہ ایک شخص نے عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت میں اس نے تمام امیروں کو مدعو کر رکھا تھا اور غریبوں کو اس جگہ سے دور کر رکھا تھا۔ اُس وقت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک تمثیل بیان کرتے ہوئے لوگوں پر یہ واضح کر دیا کہ اس ضیافت پر غریبوں، مسکینوں اور فقیروں کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا اوروں کا ہے۔ انجیل میں مذکور ہے۔

"پھر اس نے اپنے بلانے والے سے بھی یہ کہا کہ جب تو دن کا یا رات کا کھانا تیار کرے تو اپنے دوستوں یا بھائیوں یا رشتہ داروں یا دولتمند پڑوسیوں کو نہ بلا تا ایسا نہ ہو کہ وہ بھی تُجھے بلائیں اور تیرا بدلہ ہو جائے بلکہ جب تو ضیافت کرے تو غریبوں، لنجوں، لنگڑوں، اندھوں کو بلا اور تجھ پر برکت ہو گی کیونکہ ان کے پاس تجھ بدلہ دینے کو کچھ نہیں اور تجھے راستبازوں کی قیامت میں بدلہ ملے گا۔ جو اس کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے تھے ان میں سے ایک نے یہ باتیں سن کر اس سے کہا مبارک ہے وہ جو خدا کی بادشاہی میں کھانا کھائے۔ اس نے اس سے کہا ایک شخص نے بڑی ضیافت کی اور بہت سے لوگوں کو بلایا اور کھانے کے وقت اپنے نوکر کو بھیجا کہ بلائے ہوؤں سے کہے کہ آؤ۔ اب کھانا تیار ہے۔ اس پر سب نے مل کر عزر کرنا شروع کیا۔ پہلے نے اس سے کہا میں نے کھیت خریدا ہے مجھے ضرور ہے کہ جا کر اسے دیکھوں۔ میں تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے معذور رکھ۔ دوسرے نے کہا میں نے پانچ جوڑی بیل خریدے ہیں اور انہیں آزمانے جاتا ہوں۔ میں تیری منت کرتا ہوں مجھے معذور رکھ۔ ایک اور نے کہا میں نے بیاہ کیا ہے۔ اس سبب سے نہیں آ سکتا۔ پس اس نوکر نے آ کر اپنے مالک کو ان باتوں کی خبر دی۔ اس پر گھر کے مالک نے غصے ہو کر اپنے نوکر سے کہا جلد شہر کے بازاروں اور کوچوں میں جا کر غریبوں لنجوں اندھوں اور لنگڑوں کو یہاں لے آ۔ نوکر نے کہا اے خداوند! جیسا تو نے فرمایا ویسا ہی ہوا اور اب بھی جگہ ہے۔ مالک نے اس نوکر سے کہا کہ سڑکوں اور کھیت کی باڑوں کی طرف جا اور لوگوں کو مجبور کر کے لا تا کہ میرا گھر بھر جائے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ جو بلائے گئے تھے ان میں سے کوئی میرا کھانا چکھنے نہ پائے گا۔"[21]

غلاموں اور کمزور طبقات کے بارے تعلیماتِ عیسیٰ علیہ السلام

سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام پر ایمان والوں کی بیشتر تعداد ان لوگوں پر مشتمل تھی جن کا تعلق معاشرے کے اس طبقے سے تھا جن کا سیاسی و معاشرتی اثر و رسوخ نہ ہونے کے برابر تھا۔ آپؑ کے قریبی ساتھی معاشرے کے معمولی افراد تھے جن کا ذریعہ معاش ماہی گیری تھا۔ ایسے میں غلامی سے متعدد کوئی عملی اقدام اٹھانا آپؑ کے لیے ممکن نہ تھا۔ آپ علیہ السلام نے معاشرے کے مفلوک الحال اور پست افراد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ جو رحمدل ہیں کیونکہ ان پر رحم کیا جائے گا۔ مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب سے ستائے گئے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ہے۔"[22]

---

[20] لوقا 18:22-23

[21] لوقا 14:12-24

[22] متی 5:3-10

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4, No.1, 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ایک اور مقام پر آپؑ نے فرمایا کہ اے محنت مشقت کرنے والوں اور وزنی بوجھ اٹھانے والوں! تم میرے پاس آؤ میں تمہیں آرام پہنچاؤں گا۔[23] آپؑ نے غلاموں کا آزادی کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔

"خداوند کا روح مجھ پر ہے۔ اس لئے کہ اس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کے لئے مسح کیا۔ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی اور اندھوں کو بینائی پانے کی خبر سناؤں۔ کچلے ہوؤں کو آزاد کروں۔"

عیسیٰ علیہ السلام نے تمام انسانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا اور انہیں اخوۃ و مؤدت سے مل کر رہنے کی تلقین کی جبکہ موسیٰ علیہ السلام کی جانشینی سنبھالے ہوئے علمائے یہود کو تنبیہ کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

"فقیہ اور فریسی موسی کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔ وہ ایسے بھاری بوجھ جن کو اٹھانا مشکل ہے باندھ کر لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں مگر آپ ان کو اپنی انگلی سے بھی ہلانا نہیں چاہتے۔ وہ اپنے سب کام لوگوں کو دِکھانے کو کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے تعویز بڑے بناتے اور اپنی پوشاک کے کنارے چوڑے رکھتے ہیں اور ضیافتوں میں صدر نشینی اور عبادت خانوں میں اعلے درجہ کی کرسیاں اور بازاروں میں سلام اور آدمیوں سے ربی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ مگر تم ربی نہ کہلاؤ کیونکہ تمہارا استاد ایک ہی ہے اور تم سب بھائی ہو اور زمین پ کسی کو اپنا باپ نہ کہو کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہ اور نہ تم ہادی کہلاؤ کیونکہ تمہارا ہادی ایک ہی ہے یعنی مسیح لیکن جو تم میں بڑا ہے وہ تمہارا خادم بنے اور جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا وہ چھوٹا کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کیا جائے گا۔"[24]

کچھ مبہم انجیلی مقامات سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ نے ایسے بھی ارشادات فرمائے جس میں غلاموں کو اپنے مالکوں کا وفادار رہنے کی تلقین کی گئی تھی تاہم اس سے یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکلتا کہ آپؑ غلامی کے حامی اور اس کے تسلسل کے قائل تھے۔ ان ارشادات کا تعلق غلام اور آقا کے مابین تعلقات کو بہتر بنانے سے تھا تاکہ غلاموں پر ہونے والی مشقت و ظلم کو کسی حد تک کم کیا جاسکے۔ غلامی کے سدباب کے لیے آپؑ کو علیحدہ سے تعلیم دینے کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ آپ کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے۔ آپ نے ایک جگہ خود کو تورات کی تکمیل کرنے والا قرار دیا لہذا اگر تورات کی ہی تعلیمات پر صحیح روح کے ساتھ عمل کر لیا جاتا تو غلامی کے اثر کو کسی حد تک کم کیا جا سکتا تھا۔

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہو کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔"[25]

یوحنا کے خط اول میں مسیحی رسول فرماتے ہیں:

"اسی سے خدا کے فرزند اور ابلیس کے فرزند ظاہر ہوتے ہیں۔ جو کوئی راستبازی کے کام نہیں کرتا وہ خدا سے نہیں اور وہ بھی نہیں جو اپنے بھائی سے محبت نہیں رکھتا۔"[26]

جس طرح عہد قدیم میں غریبی کی وجاہات بتائی گئی تھی اسی طرح یسوع نے عہد جدید میں بھی فرمایا کہ "دنیا کی فکر اور دولت کا فریب اور اور چیزوں کا لالچ داخل ہو کر کلام کو دبا دیتے ہیں اور وہ بے پھل رہ جاتا ہے۔"[27] یعنی یہ تمام بد فعل غریبی کو دعوت دیتے اور امیری کو ختم کرتے ہیں۔ غربت کی دوسری بڑی وجوہات

---

[23] متی 11:26
[24] متی 23:2-12
[25] متی 5:17-18
[26] یوحنا اول ۳:۱۰
[27] مرقس ۴:۱۹

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

پولوس رسول نے اپنے کرنتھیوں کے نام خط میں بیان فرمائی ہیں جیسا کہ لکھا ہے:

”کیا تم نہیں جانتے کہ بدکار خدا کی بادشاہی کے وارث نہ ہوں گے؟ فریب نہ کھاؤ۔ نہ حرامکار خدا کی بادشاہی کے وارث ہوں گے۔ نہ بت پرست نہ زناکار نہ عیاش۔ نہ لونڈے باز۔ نہ چور۔ نہ لالچی نہ شرابی۔ نہ گالیاں بکنے والے نہ ظالم۔“[28]

اگر عہد جدید کے ان اصولوں کو اپنایا جائے تو ممکن ہے غربت کا اثر کم ہو سکے۔ بائبل بداخلاقی، بِلانوشی، قماربازی، اور منشیات کے ناجائز استعمال کی مذمت کرتی ہے۔ ایسی چیزیں بہت مہنگی ہوتی ہیں۔ یہ ایک امیر آدمی کو غریب اور ایک غریب آدمی کو غریب تر بنا سکتی ہیں۔ ان بری عادات اور ان جیسی دیگر عادات کو ترک کر دینا معاشرے کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کیلئے بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

ڈرومت کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں جو ساری امت کے واسطے ہو گی۔[29] **یہ تقویت بخش الفاظ بائبل کے مطابق** غریب چرواہوں نے اس وقت سنے جب فرشتہ نے انہیں حضرت مسیحؑ کی پیدائش کی خوشخبری دی اور یہی حکم آپؑ نے اپنی قوم کو نبوت کے ایام میں سنایا فرمایا کہ:

”خداوند کا روح مجھ پر ہے۔ اس لئے کہ اس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کے لئے مسح کیا۔ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی اور اندھوں کو بِینائی پانے کی خبر سناؤں۔ کچلے ہوؤں کو آزاد کروں۔“[30]

اسی طرح مقدس متی رسول فرماتے ہیں:

”یسوع سب شہروں اور گاؤں میں پھرتا رہا اور ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور بادشاہی کی خوشخبری کی منادی کرتا اور ہر طرح کی بیماری اور ہر طرح کی کمزوری دور کرتا رہا۔“[31]

جب تک یہ شریر نظام موجود ہے، غریب لوگ بھی ہونگے، اس سے قطع نظر کہ کونسی چیز اُنکی خستہ حالی کا باعث بنتی ہے۔ خدا کا کلام غربت کی حقیقت کو نظرانداز نہیں کرتا، لیکن یہ منفی پہلوؤں پر ہی توجہ مرکوز نہیں رکھتا۔ بلکہ، یہ زندگی کی فکروں کا مقابلہ کرنے کیلئے غریبوں کو مدد پیش کرتا ہے۔ حضرت مسیحؑ خود ایک غریب انسان تھے لیکن متوسط طبقے سے تعلق رکھتے تھے[32] جیسا کہ **پولوس رسول فرماتا ہے** ”تُم ہمارے خُداوند یِسُوع مسیح کے فضل کو جانتے ہو کہ وہ اگرچہ دولتمند تھا مگر تمہاری خاطر غریب بن گیا تاکہ تم اس کی غریبی کے سبب سے دولتمند ہو جاؤ۔“[33] اور غریبوں کی مسیحیائی آپ کا اولین مقصد تھا جیسا کہ فرمایا ”چنانچہ ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے“[34]۔ لیکن بذات خود حضرت مسیحؑ غریبوں کی سی زندگی بسر کرنے اور گھر کی آسائشوں سے محروم رہنے کو تیار تھے[35] لیکن آپ کے شاگردوں میں سے

---

[28] کرنتھیون اول ۹:٦

[29] لوقا ۲:۱۰

[30] لوقا ۴:۱۸

[31] متی ۹:۳۵

[32] عبد الملک، قاموس الکتاب، الطبعة العاشرة، صدر عن دار الثقافة، مصر، 1995ء، ص683

[33] کرنتھیون دوم ۸:۹

[34] متی ۲۰:۲۸

[35] لوقا ۹:۵۸

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

بعض خوشحال تھے اور بعض کافی امیر بھی۔ حضرت مسیح نے حکم دیا تھا کہ اپنے اسباب میں سے کچھ جمع کر کے غریبوں کو دو۔اسی وجہ سے شاگرد اپنے پاس ایک تھیلی رکھتے تھے جوں بھی بچتا اس میں جمع کر کے غربا میں تقسیم کر دیتے[36]

مسیحی اپولوجسٹ پادری ایف ایس خیر اللہ صاحب لکھتے ہیں:

”خداوند مسیح کی تعلیم کے مطابق دنیاوی دھن دولت بری نہیں لیکن خطرناک ضرور ہے غریب امیروں سے زیادہ خوش نظر آتے ہیں کیونکہ ان کے لیے خدا پر توکل کرنا زیادہ آسان ہے“[37]

حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ:

”اس نے اپنے شاگردوں کی طرف نظر کر کے کہا مبارک ہو تم جو غریب ہو کیونکہ خدا کی بادشاہی تمہاری ہے مبارک ہو تم جو اب بھوکے ہو کیونکہ آسودہ ہوگے۔ مبارک ہو تم جو اب روتے ہو کیونکہ ہنسوں گے۔“[38]

ایک غیب کے فدیہ کی قدر امیر کے فدیہ سے بہت زیادہ ہے کیونکہ ایک بار ایک غریب عورت ہیکل کے خزانے میں ایک آنہ ڈالتی ہے تو مسیحؑ فرماتے ہیں بے شک اس نے ان امیروں سے بہت زیادہ ڈالا جو اپنے مال میں سے تھوڑا ڈالتے ہیں لیکن اس نے تو اپنا پورا مال ہی ڈال دیا۔ پھر وہ ہیکل کے خزانہ کے سامنے بیٹھا دیکھ رہا تھا کہ لوگ ہیکل کے خزانہ میں پیسے کس طرح ڈالتے ہیں اور بہتیرے دولتمند بہت کچھ ڈال رہے تھے۔ اتنے میں ایک کنگال بیوہ نے آکر دو دمڑیاں یعنی ایک دھیلا ڈالا۔ اس نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں جو ہیکل کے خزانہ میں ڈال رہے ہیں اس کنگال بیوہ نے ان سب سے زیادہ ڈالا۔ کیونکہ سبھوں نے اپنے مال کی بہتات سے ڈالا مگر اِس نے اپنی ناداری کی حالت میں جو کچھ اس کا تھا یعنی اپنی ساری روزی ڈال دی۔[39]

فریسیوں نے پوچھا اے استاد توریت میں کون سا حکم بڑا ہے؟

”اس نے اس سے کہا کہ خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یِہی ہے۔ اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ انہی دو حکموں پر تمام توریت اور انبیا کے صحِیفوں کا مدار ہے۔“[40]

جیسا کہ یسوع نے فرمایا: میں توریت اور نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں اسی لیے تورات کے حوالے سے یہ فرمایا کہ سب سے بڑا حکم اپنے پڑوسی سے محبت ہے یہی حکم تورات کی کتاب احبار باب ۱۹ فقرہ ۱۸ اور استشنا باب ۶ فقرہ ۵ میں ہے.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں غرباء اور ضرورت مندوں کی کفالت

حضرت ایوبؑ کی طرح حضرت مسیحؑ بھی غریبوں پر ترس کھاتے تھے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے فکر مند رہتے تھے۔ آپ ہمیشہ آخرت کی دولت کو ترجیح دیتے تھے ایک مرتبہ آپؑ نے ایک دولتمند آدمی کو کہا کہ اپنا سب کچھ بیچ دے اور میرے پیچھے ہو لے کیونکہ خدا کی بادشاہی میں شامل ہونے کے لیے دنیاوی دولت نہیں بلکہ نیک اعمال درکار ہیں۔

---

[36] یوحنا۱۳:۲۹

[37] عبد الملک، قاموس الکتاب، ص684

[38] لوقا۶:۲۰

[39] لوقا۱۲:۴۱۔۴۵

[40] متی ۲۲:۳۷۔۴۰

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4, No.1, 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

”یسوع نے یہ سن کر اس سے کہا ابھی تک تجھ میں ایک بات کی کمی ہے۔ اپنا سب کچھ بیچ کر غریبوں کو بانٹ دے۔ تُجھے آسمان پر خزانہ ملے گا اور آ کر میرے پیچھے ہو لے۔ یہ سن کر وہ بہت غمگین ہوُا کیونکہ بڑا دولتمند تھا۔ یسوع نے اس کو دیکھ کر کہا کہ دولتمندوں کا خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا کیسا مشکل ہے کیونکہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو۔“[41]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تمثیلِ سامری اور انسانی خدمت

حضرت مسیحؑ کا اکثر کلام تمثیل میں بیان ہوتا ہے جیسا کہ روز قیامت میں تمثیل میں فرماتے ہیں کہ خدا پوچھے گا:۔[42]

”اس وقت بادشاہ اپنے دہنی طرف والوں سے کہے گا آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو جو بادشاہی بنا عالم سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اسے میراث میں لو۔ کیونکہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا۔ تم نے مجھے پانی پلِایا۔ میں پردیسی تھا۔ تم نے مجھے

اپنے گھر میں اتارا۔ ننگا تھا۔ تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار تھا۔ تم نے میری خبر لی۔ قید میں تھا۔ تم میرے پاس آئے۔ تب راستباز جواب میں اس سے کہیں گے اے خداوند! ہم نے کب تُجھے بھوکا دیکھ کر کھانا کھلایا یا پیاسا دیکھ کر پانی پلایا؟ ہم نے کب تجھے پردیسی دیکھ کر گھر میں اتارا؟ یا ننگا دیکھ کر کپڑا پہنایا؟۔ ہم کب تُجھے بیمار یا قید میں دیکھ کر تیرے پاس آئے؟ بادشاہ جواب میں ان سے کہے گا میں تم سے سچ کہتا ہوں چونکہ تم نے میرے ان سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ سلوک کیا اس لئے میرے ہی ساتھ کیا۔ پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا اے ملعونو میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے تیّار کی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ پیاسا تھا۔ تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ پردیسی تھا۔ تم نے مجھے گھر میں نہ اتارا۔ ننگا تھا۔ تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔ بیمار اور قید میں تھا۔ تم نے میری خبر نہ لی۔ تب وہ بھی جواب میں کہیں گے اے خداوند! ہم نے کب تجھے بھوکا یا پیاسا یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھ کر تیری خدمت نہ کی؟ اس وقت وہ ان سے جواب میں کہے گا میں تم سے سچ کہتا ہوں چونکہ تم نے ان سب سے چھوٹوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا اس لئے میرے ساتھ نہ کیا۔ اور یہ ہمیشہ کی سزا پائیں گے مگر راستباز ہمیشہ کی زندگی۔“

عہد نامہ قدیم سے ہی خدا غریبوں میں خود کو ظاہر کرتا ہے اور اسی کا اظہار عہد نامہ جدید میں کیا گیا ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے اگر تو انکو کسی طرح سے دکھ دے اور وہ مجھ سے فریاد کریں تو میں ضرور انکی فریاد سنونگا۔[43]

اسی طرح **مسیحؑ نے ایک سامری کی مثال بیان** فرمائی جو کسی راہ گزیر بیمار مسافر کی مدد کرتا ہے اور اپنی قوم کو حکم دیا تم بھی ایسا ہی کرو لکھا ہے:۔

”یِسوع نے جواب میں کہا کہ ایک آدمی یروشلیم سے یریحو کی طرف جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں میں گھر گیا۔ انہوں نے اس کے کپڑے اتار لئے اور مارا بھی اور ادھمؤا چھوڑ کر چلے گئے۔ اتفاقاً ایک کاہن اس راہ سے جا رہا تھا اور اسے دیکھ کر کترا کر چلا گیا۔ اسی طرح ایک لاوی اس جگہ آیا۔ وہ بھی اسے دیکھ کر کترا کر چلا گیا۔ لیکن ایک سامری سفر کرتے کرتے وہاں آنکلا اور اسے دیکھ کر اس نے ترس کھایا۔ اور اس کے پاس آ کر اس کے زخموں کو تیل اور مے لگا کر باندھا اور اپنے جانور پر سوار کر کے سرای میں لے گیا اور اس کی خبر گیری کی۔ دوسرے دن دو دینار نکال کر بھٹیارے کو دئے اور کہا اس کی خبر گیری کرنا اور جو کچھ اس سے زیادہ خرچ ہو گا میں پھِر آ کر تُجھے ادا کر دوں گا۔ ان تینوں میں سے اس شخص کا جو ڈاکوؤں میں گھِر گیا تھا تیری دانست میں کون پڑوسی ٹھہرا؟ اس نے کہا وہ جس نے اس پر رحم کیا۔ یسوع نے اس سے کہا جا۔ تو بھی ایسا ہی کر۔“[44]

مسیح کی مثال واضع بیان کرتی ہے کہ اس کے دور کے یہودی کاہن اور لاوی صرف اپنی عبادت گاہوں تک ہی خود کو نیک تصور کرتے تھے انسانیت کا رشتہ ان سے کوسوں دور نکل چکا تھا اور قوم سامری بانسبت یہود کے کچھ دریادلی رکھتی تھی یہی تعلیم مسیح بذات خود دی کہ مکار کاہنوں اور لاویوں کی طرح نہیں بلکہ نیک دل سامری کی طرح بنو جو راہ

---

[41] لوقا۱۸:۲۲۔۲۵

[42] متی ۲۵:۳۴۔۴۰

[43] خروج ۲۲:۲۳

[44] لوقا۱۰:۳۰۔۳۷

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4, No.1, 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

جاتے مسافر کی مدد بنا کسی فائدے کے کرتا ہے۔ کیونکہ حکم ہوتا ہے "ہمارے خدا اور باپ کے نزدیک خالص اور بے عیب دینداری یہ ہے کہ یتیموں اور بیواؤں کی مصیبت کے وقت ان کی خبر لیں اور اپنے آپ کو دنیا سے بے داغ رکھیں۔"[45]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں غرباء اور ضرورت مندوں کی کفالت

حضرت ایوبؑ کی طرح حضرت مسیحؑ بھی غریبوں پر ترس کھاتے تھے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے فکر مند رہتے تھے۔ آپ ہمیشہ آخرت کی دولت کو ترجیح دیتے تھے ایک مرتبہ آپؑ نے ایک دولتمند آدمی کو کہا کہ اپنا سب کچھ بیچ دے اور میرے پیچھے ہولے کیونکہ خدا کی بادشاہی میں شامل ہونے کے لیے دنیاوی دولت نہیں بلکہ نیک اعمال درکار ہیں۔ "یسوع نے یہ سن کر اس سے کہا ابھی تک تجھ میں ایک بات کی کمی ہے۔ اپنا سب کچھ بیچ کر غریبوں کو بانٹ دے۔ تُجھے آسمان پر خزانہ ملے گا اور آ کر میرے پیچھے ہولے۔ یہ سن کر وہ بہت غمگین ہوُا کیونکہ بڑا دولتمند تھا۔ یسوع نے اس کو دیکھ کر کہا کہ دولتمندوں کا خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا کیسا مشکل ہے کیونکہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو۔"[46]

دعوتِ طعام کی مثال

فریسیوں کے سردار کے ہاں دعوت پر ایک مرتبہ حضرت مسیحؑ کو بلایا گیا آپ گئے تو کھانے کی میز پر بیٹھتے ہوئے فرمایا ایسا نہ کرو کہ دعوت پر کسی امیر یا دولتمند کو بلاو اور جواب میں وہ بھی تجھے بلائے اور یوں تیرا بدلہ پورا ہو جائے بلکہ اپنی دعوت میں غریب کو بلاو تا کہ بدلے میں خدا اپنے ہاں سے تمہیں اس کا صلہ دے۔

"پھر اس نے اپنے بلانے والے سے بھی یہ کہا کہ جب تو دن کا یا رات کا کھانا تیار کرے تو اپنے دوستوں یا بھائیوں یا رشتہ داروں یا دولتمند پڑوسیوں کو نہ بلا تا ایسا نہ ہو کہ وہ بھی تُجھے بلائیں اور تیرا بدلہ ہو جائے۔ بلکہ جب تو ضیافت کرے تو غریبوں لنجوں لنگڑوں اندھوں کو بلا۔ اور تجھ پر برکت ہو گی کیونکہ ان کے پاس تجھ بدلہ دینے کو کچھ نہیں اور تُجھے راستبازوں کی قیامت میں بدلہ ملے گا۔[47]

جیسا کہ لوقا کی انجیل میں حضرت مسیحؑ دولت او خدا کی تمثیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دونوں میں سے ایک ہی کو چنا جا سکتا ہے یا دولت کو یا خدا کو اب یہ راست باز پر منحصر ہے کہ وہ کسے چنے۔

"جو تھوڑے سے تھوڑے میں دیانتدار ہے وہ بہت میں بھی دیانتدار ہے اور جو تھوڑے سے تھوڑے میں بددیانت ہے وہ بہت میں بھی بددیانت ہے۔ پس جب تم ناراست دولت میں دیانتدار نہ ٹھہرے تو حقیقی دولت کون تمہارے سپرد کرے گا؟۔ اور اگر تم بیگانہ مال میں دیانتدار نہ ٹھہرے تو جو تمہارا اپنا ہے اسے کون تُمہیں دے گا؟۔ کوئی نوکر دو مالکوں کو خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھے گا اور دوسرے سے محبت یا ایک سے ملا رہے گا اور دوسرے کو ناچیز جانے گا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔"[48]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عملی زندگی میں محروم طبقات کی خدمت

حضرت عیسیٰؑ مسیح کا پہاڑی وعظ ایک ایسا دستور آئین ہے جو بنی اسرائیل کو ایک بار پھر زندگی کے طور طریقے سکھانے کے لیے آپؑ نے پیش کیا۔ پروفیسر جارج فورڈ فرماتے ہیں "یہ وعظ مسیح کی نئی قائم کردہ روحانی بادشاہی کا دستور ہے۔ اس کی بنیاد جناب موسیٰ اور دیگر انبیا کو دیئے گئے مکاشفوں پر ہے جنہیں مسیح پورا کرنے کے لئے تشریف لائے۔ خدا تعالیٰ نے داؤ دنبی کی معرفت مسیح کو اِس روحانی بادشاہی کے بادشاہ طور پر یوں بیان کیا: "میں تو اپنے بادشاہ کو اپنے کوہ مقدس صیون پر بٹھا چکا ہوں"[49]۔

---

[45] یعقوب ۱:۲۷

[46] لوقا ۱۸:۲۲-۲۵

[47] لوقا ۱۴:۱۲

[48] لوقا ۱۶:۱۰-۱۳

[49] زبور 6:2

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

بادشاہ کے طور پر یہ آپ کے لئے لازمی امر تھا کہ اپنے رسولوں کو جو آپ کی نمائندگی کرتے تھے ایک خاص فرمان دیں جس میں آپ کی بادشاہی کے نئے عناصر کا اعلان اور قدیم ضابطہ کے نئے معنٰی شامل ہوں۔ بادشاہ نے نہ صرف اپنے رسولوں کو مقرر کیا بلکہ انہیں خاص قوت بھی بخشی تاکہ وہ اس زبردست اور کثیر جہتی کام کو سرانجام دے سکیں جو ُنہیں کرنے کے لئے سونپا گیا تھا۔"

اس کی ابتداہی غریب کو تسلی دینے سے ہوتی ہے ملاحظہ ہو:۔[50]

- وہ اس بھیڑ کو دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور جب بیٹھ گیا تو اس کے شاگرد اس کے پاس آئے۔
- اور وہ اپنی زبان کھول کر ان کو یوں تعلیم دینے لگا۔
- مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ہے۔
- مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائیں گے۔
- مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔
- مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے۔
- مبارک ہیں وہ جو رحمدل ہیں کیونکہ ان پر رحم کیا جائے گا۔
- مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔
- مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔
- مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب سے ستائے گئے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ہے۔

بیواؤں، یتیموں اور بے سہاراافراد کی کفالت

جیسا کہ شریعت موسیٰ اور دیگر انبیانے بنی اسرائیل کو بیواوں کے متعلق احکامات سے واضع کر دیا کہ ان کی قدر و قیمت خدا کے ہاں کس قدر ہے اسی طرح مسیحؑ نے بھی اپنی تعلمات سے بیوہ اور مظلوموں کے حق میں واضع فرمایا دیا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ایک غریب کے فدیہ کی قدر امیر کے فدیہ سے بہت زیادہ ہے کیونکہ ایک بار ایک بیوہ عورت ہیکل کے خزانے میں ایک آنہ ڈالتی ہے تو مسیحؑ فرماتے ہیں بے شک اس نے ان امیروں سے بہت زیادہ ڈالا جو اپنے مال میں سے تھوڑا ڈالتے ہیں لیکن اس نے تو اپنا پورا مال ی ڈال دیا۔

"پھر وہ ہیکل کے خزانہ کے سامنے بیٹھا دیکھ رہا تھا کہ لوگ ہیکل کے خزانہ میں پیسے کس طرح ڈالتے ہیں اور بہتیرے دولتمند بہت کچھ ڈال رہے تھے۔ اتنے میں ایک کنگال بیوہ نے آکر دو دمڑیاں یعنی ایک دھیلا ڈالا۔ اس نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں جو ہیکل کے خزانہ میں ڈال رہے ہیں اس کنگال بیوہ نے ان سب سے زیادہ ڈالا۔ کیونکہ سبھوں نے اپنے
مال کی بہتات سے ڈالا مگر اس نے اپنی ناداری کی حالت میں جو کچھ اس کا تھا یعنی اپنی ساری روزی ڈال دی۔"[51]

اس واقعہ سے واضع ہو جاتا ہے کہ خدا ہدیہ کے سایز پر منحصر نہیں بلکہ وہ دلوں کی سچائی دیکھتا ہے کہ کس قدر مخلصی سے اس کی بارگاہ میں ہدیہ پیش کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے نہ صرف بیواوں کی مدد فرمائی بلکہ اپنی امت کو بھی اس کا حکم فرمایا۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اللہ رب العزت نے آپؑ کو یہ قوت بھی عطا فرمائی تھی کہ آپ اللہ کے حکم سے مردے زندہ کر دیتے جیسا کہ قرآن مجید میں حکم ہوتا ہے:'' وَاُحىِ الۡمَوۡتٰى بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ۚ---اور میں اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتا ہوں"[52]

---

[50] متی باب ۵

[51] لوقا ۱۲:۴۱-۴۵

[52] آل عمران، 43:3

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4, No.1, 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

حضرت عیسیٰؑ حالت سفر تھے کہ کیا دیکھتے ہیں نائن نامی ایک شہر میں ایک بیوہ عورت جس کا واحد سہارہ اس کا بیٹا تھا جس کی میت سب کے سامنے پڑی تھی آپ نے اللہ کے حکم سے مردہ لڑکے کو زندہ کر دیا یوں بیوہ عورت کو راحت نصیب ہوئی۔

”تھوڑے عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ وہ نائین نام ایک شہر کو گیا اور اس کے شاگرد اور بہت سے لوگ اس کے ہمراہ تھے۔ جب وہ شہر کے پھاٹک کے نزدیک پہنچا تو دیکھو ایک مردہ کو باہر لئے جاتے تھے۔ وہ اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا تھا اور وہ بیوہ تھی اور شہر کے بہتیرے لوگ اس کے ساتھ تھے۔ اسے دیکھ کر خداوند کو ترس آیا اور اس سے کہا مت رو۔ پھر اس نے پاس آ کر جنازہ کو چھوا اور اٹھانے والے کھڑے ہوگئے اور اس نے کہا اے جوان میں تجھ سے کہتا ہوں اٹھ۔ وہ مردہ اٹھ بیٹھا اور بولنے لگا اور اس نے اسے اس کی ماں کو سونپ دیا۔ اور سب پر دہشت چھا گئی اور خدا کی تمجید کر کے کہنے لگے کہ ایک بڑا نبی ہم میں برپا ہوا ہے اور خدا نے اپنی امت پر توجہ کی ہے۔“[53]

حضرت عیسیٰؑ کی اکثر باتیں تمثیل میں ہوتی تھی ایک بار بے انصاف قاضی کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا خدا خود اپنے برگزیدوں سے انصاف کرے گا جیسا کہ پرانے عہد نامہ میں ہے کہ خدا خود غریب کی فریاد سنتا ہے۔

پھر اس نے اس غرض سے کہ ہر وقت دعا کرتے رہنا اور ہمت نہ ہارنا چاہیئے ان سے یہ تمثیل کہی کہ۔ ”کسی شہر میں ایک قاضی تھا۔ نہ وہ خدا سے ڈرتا تھا نہ آدمی کی کچھ پروا کرتا تھا اور اسی شہر میں ایک بیوہ تھی جو اس کے پاس آ کر یہ کہا کرتی تھی کہ میرا انصاف کر کے مجھے مدعی سے بچا۔ اس نے کچھ عرصہ تک تو نہ چاہا لیکن آخر اس نے اپنے جی میں کہا کہ گو میں نہ خدا سے ڈرتا اور نہ آدمیوں کی کچھ پروا کرتا ہوں۔ تو بھی اس لئے کہ یہ بیوا مجھے ستاتی ہے میں اس کا انصاف کروں گا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بار بار آ کر آخر کو میرا ناک میں دم کرے۔ خداوند نے کہا سنو یہ بے انصاف قاضی کیا کہتا ہے۔ پس کیا خدا اپنے برگزیدوں کا انصاف نہ کرے گا جو رات دن اس سے فریاد کرتے ہیں؟ اور کیا وہ ان کے بارے میں دیر کرے گا؟ میں تم سے کہتا ہوں کہ وہ جلد ان کا انصاف کرے گا۔ تو بھی جب ابن آدم آئے گا تو کیا زمین پر ایمان پائے گا؟ پھر اس نے بعض لوگوں سے جو اپنے پر بھروسہ رکھتے تھے کہ ہم راستباز ہیں اور باقی آدمیوں کو ناچیز جانتے تھے یہ تمثیل کہی۔“[54]

مزید ایسے پادریوں اور فقیہوں کے بارے میں فرمایا یہ صرف دکھاوے کی عبادت کرتے ہیں حقیقت میں غربا اور بیواوں کا حق تلف کرنے میں یہی سب سے آگے ہیں

”کہ فقیروں سے خبردار رہنا جو لمبے لمبے جامے پہن کر پھرنے کا شوق رکھتے ہیں اور بازاروں میں سلام اور عبادت خانوں میں اعلیٰ درجہ کی کرسیاں اور ضیافتوں میں صدر نشینی پسند کرتے ہیں۔ وہ بیواؤں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہیں اور دکھاوے کے لئے نماز کو طول دیتے ہیں۔ انہیں زیادہ سزا ہوگی“[55]

حضرت مسیحؑ کی تعلیمات کو بعد از آپ کے حواریوں نے جاری رکھا اور مختلف کلیساوں کو خط لکھ کر آگاہی کرتے رہے جیسا کہ کتاب اعمال سے معلوم ہوتا ہے تمام حواری اور شاگرد ایک جگہ جمع ہوتے اور غریب غربا کے لیے اپنے مال میں سے چندہ جمع کر کے بانٹ دیتے۔ اور جو ایمان لائے تھے وہ سب ایک جگہ رہتے تھے۔ اور سب چیزوں میں شریک تھے۔“[56] اور اپنا مال واسباب بیچ بیچ کر ہر ایک کی ضرورت کے موافق سب کو بانٹ دیا کرتے تھے۔

کلیسیا کی بیواوں کی خدمت کے لیے صرف ان بیواوں کا نام درج کیا جاتا تھا جو ساٹھ سال سے اوپر کی تھی اور صرف ایک بار شادی کی ہوتی تھی

”وہی بیوہ فرد میں لکھی جائے جو ساٹھ برس سے کم کی نہ ہو اور ایک شوہر کی بیوی ہوئی ہو۔ اور نیک کاموں میں مشہور ہو۔ بچوں کی تربیت کی ہو۔ پردیسیوں کے ساتھ مہمان نوازی کی ہو۔ مقدسوں کے پاؤں دھوئے ہوں۔ مصیبت زدوں کی مدد کی ہو اور ہر نیک کام کرنے کے درپے رہی ہو۔“[57]

---

[53] لوقا۷:۱۱-۱۵

[54] لوقا۱۸:۱-۹

[55] لوقا۲۰:۴۶-۴۷

[56] اعمال۲:۴۵

[57] ا۔تھموتھیس۵:۹

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

محروم طبقات کے حقوق اور مسیحیوں کی فلاحی وسماجی ذمہ داریاں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے پتہ چلتاہے کہ انہوں نے اپنے پیروکاروں کو ہدایت کی تھی کہ وہ محروم طبقات کے ساتھ گہری فکر مندی اور عملی محبت کا مظاہرہ کریں۔خود عیسیٰ علیہ السلام کی زیادہ تر خدمات معاشرے کے پست حال طبقات میں تھی جن کا حال پوچھنے والا کوئی نہ تھا۔ یہ ایسے لوگ تھے جن کا کوئی پرسان حال نہ تھا اور ان کے ساتھ ناروا سلوک برتا جاتا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے سخت الفاظ میں ان لوگوں کو تنبیہ کی جو دنیوی مال ودولت کے ساتھ چپٹے ہوئے تھے اور ضرورت مندوں کو نظر انداز کر رہے تھے۔انہوںؑ نے زور دیا کہ ضرورت مندوں کی دل کھول کر مدد کی جائے۔عیسیٰ علیہ السلام نے اس بات کا اظہار اس طرح سے کیا کہ ان کے پاس ایک تھیلی میں روپے ہوا کرتے تھے جس میں سے وہ اور ان کے شاگرد غریبوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ایک سے زیادہ مواقع پر انہوں نے اپنے پیروکاروں کو تاکید سے تعلیم دی کہ وہ غریبوں کے ساتھ رحم وترس کا معاملہ کریں اور ان کی مدد کریں۔[58]

عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی کے بعد ابتدائی مسیحیوں نے ضرورت مندوں کی طرف رحم وترس کا عملی مظاہرہ جاری رکھا۔عیسیٰ علیہ السلام کے شاگردوں نے اپنی تبلیغی اسفار میں مختلف تحائف کے ذریعے غریبوں کی مدد جاری رکھی۔[59]عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہے جو دراصل ان (عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے۔[60]عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی پیروکار بڑے خداترس لوگ تھے۔وہ سب کے سب غریبوں کی مدد کے لئے اپنا اپنا حصہ چندے کی مد میں ڈالتے تھے اور یہ رقم اتنی بڑی ہوتی تھی کہ سب کی ضرورتیں پوری ہوجایا کرتی تھیں۔[61]

دہ یکی (Tithe) اور مسیحی ایماندار کی سماجی ذمہ داری

قدیم اسرائیل میں دہ یکی دسواں حصہ ہوا کرتا تھالہذا جو کوئی بھی دہ یکی ادا کرتا تھاوہ رقم تو مختلف مالیت کی ہوا کرتی تھی تاہم آمدنی کے مطابق ہر شخص دسواں حصہ ہی دیا کرتا تھا۔دسویں حصہ سے کم دینا نہ صرف خدا کی شریعت کی نافرمانی تھی بلکہ یہ خدا کو ٹھگنے والی بات تھی۔[62]عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں بھی یہی اصول برقرار ہے۔ عہد نامہ جدید میں بتایا گیا ہے کہ خدا کی چاہت یہ ہے کہ ایک ایماندار کا لینا دینا اسی کے مطابق ہو جو کچھ خدا نے اسے دے رکھا ہے۔[63]

بائبل مقدس کے مطابق دہ یکی کا تعلق توراتِ موسوی کے تفویض کئے جانے سے قبل بھی تھا۔بائبل کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی دہ یکی ادا کی اور اس کے سبب سے خدا سے برکت بھی پائی۔یہ حقیقت ہے کہ خدا نے دہ یکی کو شریعت کا حصہ بنا دیا۔جو کہ اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ خدا کو محروم طبقات کا کس قدر خیال ہے اور خدا نے ان کا خیال کرتے ہوئے دہ یکی کو اپنی تعظیم قرار دیا ہے کہ جو دہ یکی ادا کرے گا گویا وہ خدا کی خدمت کرتا ہے۔عیسیٰ علیہ السلام نے ایسی دہ یکی کی مذمت فرمائی ہے جو نیک نیتی سے نہیں دی جاتی۔اس کے ساتھ وہ فرماتے ہیں کہ دہ یکی ادا کرنے کے ساتھ اچھا تھا کہ محروم طبقات کے ساتھ انصاف، رحم اور ایمانداری اور وفاداری بھی کی جاتی۔[64]

حاصل بحث

ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح خدا نے نئے اور پرانے عہد نامہ میں غریبوں اور ضرورتمندوں کی مدد کرنے پر زور دیا ہے. خدا ہم سے کہتا ہے کہ غریب غربا تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں لیکن میں تمہارے پاس ہمیشہ نہ رہوں گا. لیکن آج کے دور میں بہت کم لوگ ہیں جو غریبوں کی مدد کرتے ہیں کیونکہ لالچ اتنا بڑھ چکا ہے کہ ہر انسان صرف

---

[58] صابر گل، آتشیں کلام مقدس مطالعاتی اشاعت، لائف پبلشرز انٹرنیشنل، امریکہ، 2011ء، ص1518

[59] اعمال11:28،30

[60] متی25:40،45

[61] اعمال34،37،:4،2:44،45

[62] ملاکی3:8،10

[63] صابر گل، آتشیں کلام مقدس مطالعاتی اشاعت، ص1610

[64] ایضا، ص1611

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اپنے بارے میں سوچتا ہے. اگر آج کوئی غریب یا ضرورت مند کسی امیر سے کچھ مانگتا ہے تو امیر اس کو یہ تسلی دے کر بھیج دیتا ہے کہ ہم آپ کے لیے دعا کریں گے. میرے بھائیوں اس کو دعا کے ساتھ ساتھ چیزوں کی بھی ضرورت ہے. دعا تو ایک غریب بھی دوسرے غریب کے لیے کر سکتا ہے۔ اجو مسکینوں کو دیتا ہے محتاج نہ ہو گا لیکن جو آنکھ چراتا ہے بہت ملعون ہو گا۔ اگر ہم خدا کے دیئے گئے مال میں سے غریبوں اور محتاجوں کا خیال نہیں رکھیں گے تو وہ ہم سے سب کچھ واپس لے لے گا. کیونکہ خدا کے ماننے والے ہمیشہ سب کا خیال رکھتے ہیں. وہ سب کے لیے دعا بھی کرتے ہیں اور ضرورت مندوں کو ہاتھ بڑھا کر دیتے ہیں، انکو پتا ہے کہ خدا نے کہا ہے کہ دیا کرو تو تم کو بھی دیا جائے گا اور دینے والوں کو خدا عزیز رکھتا ہے۔ بلکہ تجھ کو اسے ضرور دینا ہو گا اور اسکو دیتے وقت تیرے دل کو برا بھی نہ لگے اس لیے کہ ایسی بات کے سبب سے خداوند تیرا خدا تیرے سب کاموں میں اور سب معاملوں میں جن کو تو اپنے ہاتھ میں لے گا تجھ کو برکت بخشے گا۔

مصادر و مراجع

- **القرآن الکریم۔**
- **کتابِ مقدس۔ مطالعاتی اشاعت۔** لاہور: پاکستان بائبل سوسائٹی، 2010ء۔
- **صابر گل۔ آتشیں کلام مقدس: مطالعاتی اشاعت۔** امریکہ: لائف پبلشرز انٹرنیشنل، 2011ء۔
- **عبد الملک۔ قاموس الکتاب۔** الطبعة العاشرة۔ مصر: دار الثقافة، 1995ء۔
- **میکڈونلڈ، ولیم۔ تفسیر الکتاب۔** مترجم: جیکب سیموئیل۔ لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، جلد ششم۔
- **میتھیو ہنری۔ تفسیر الکتاب۔** بائبل سوسائٹی، امریکہ۔
- **پروفیسر چارنلڈ۔ مسیح کے بنیادی اصول۔** امریکہ: بائبل سوسائٹی، 2002ء۔
- **پروفیسر جون۔ متعدبہ کلام مقدس۔** لاہور: پاکستان بائبل سوسائٹی، 2013ء۔

English

- **Gruen, Erich.** *The Cambridge Ancient History.* 10th ed. Cambridge: Cambridge University Press, 1996.
- **Stephanus.** *Textus Receptus 1550: Gospel of Matthew.*
- **The Elementary Principles of Christ.** Published from Korea.